تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا

قرآن حکیم کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح طور پر نکھر کر سامنے آتی ہے کہ قوموں کے عروج وزوال کی حقیقی اساس طبعی قوانین نہیں بلکہ غیر طبعی یا اخلاقی ضابطے ہیں' اور خداوند قدوس انہی کے مطابق اقوام و ملل کی قسمت کے فیصلے فرماتا ہے۔ اس حقیقت کو نگاہ میں رکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ ملت اسلامیہ کی ہمہ جہت ذلت وپستی کا اصل سبب مادی وسائل کی کمی کے بجائے اس ضابطہ زندگی سے اعراض ہے جو خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لیے نازل کیا ہے۔ یہی وہ جرم عظیم ہے جس پر مسلسل اصرار کی بنا پر آج مسلم قوم راندۂ درگاہ قرار دے دی گئی ہے اور اس پر ادبار ونکبت کا عذاب مسلط کر دیا گیا ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ نام نہاد لیڈرانِ قوم اور بر خود غلط زعمائے ملت اس واضح اور کھلی حقیقت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے حلِ مسائل کے لیے اپنے اپنے راگ الاپ رہے ہیں۔ کسی کے نزدیک اقتصاد ومعیشت کی ترقی مسئلے کا حل ہے تو کوئی جمہوریت کے استحکام کو کامیابی کا ضامن بتاتا ہے اور کسی کی نظر میں سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں ہماری پسماندگی ہی تمام مصائب ومشکلات کی جڑ ہے کہ اگر اس شعبے میں بہتری آ جائے تو ہم شاہراہِ کامرانی پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ الغرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ مگر خدا کا قانون بتاتا ہے کہ جو معاشرہ پیغمبروں کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت سے منہ موڑ لیتا ہے' بربادی ورسوائی اس کا مقدر ٹھہرتی ہے اور اس کا انجام ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ البتہ اگر کوئی قوم اپنی غلطی کا احساس کر لے اور معصیت و نافرمانی کی روش ترک کر کے ربّ ذوالجلال کے عطا کردہ نظامِ حیات کو اپنا لے تو اس کی قسمت بدل جاتی ہے' اس کی مہلتِ عمل میں اضافہ ہو جاتا ہے اور مستقبل میں ناکامی ونامرادی کے بجائے کامیابی وکامرانی اس کے قدم چومتی ہے۔

سچ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ سے آج یہی رویہ مطلوب ہے جسے 'توبہ' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انفرادی و اجتماعی ہر دو سطح پر سچی توبہ ہی ہمارے نجی اور ملی مسائل کا واحد حل ہے۔ اس کے سوا ہر صورت ہلاکت و بربادی پر منتج ہوتی ہے۔ توبہ سے مراد صرف یہ نہیں کہ زبان سے استغفر اللہ کا ورد کر لیا جائے اور اپنے طرزِ زندگی میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کی جائے' بلکہ حقیقی توبہ یہ ہے کہ ہم تمام باطل نظاموں اور طاغوتی

ضابطوں کو چھوڑ کر شریعت الٰہی کی طرف پلٹ آئیں۔ قرآن وسنت کے مطابق ذاتی وانفرادی اصلاح سے لے کر قومی وملی سطحوں تک اپنے کردار وعمل کو سدھاریں اور خدا کی شریعت کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں نافذ کر دیں۔ گویا غیر اللہ کو ٹھوکر مار کر خدا کی طرف پلٹ آئیں کہ رجوع الی اللہ ہی توبہ کی اصل حقیقت ہے اور یہی فلاح وکامیابی واحد راستہ ہے۔ اس ابدی ودائمی ضابطے کو قرآن نے واشگاف انداز میں یوں بیان کیا ہے:

﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٣١﴾ (النور)

''اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔''

سالِ نو کا پہلا شمارہ 'حکمت قرآن' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پچھلے برس سے یہ نئی آب وتاب سے شائع ہو رہا ہے۔ ادارہ اسے بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کی مقدور بھر سعی کرتا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ رفقائے ادارہ کی کاوشوں اور دیگر اربابِ علم وفکر کی معاونت سے مجلّہ کی ظاہری ومعنوی خوبصورتی میں اضافہ ہو رہا ہے' جیسا کہ قارئین کے تأثرات سے اندازہ ہوا ہے۔ زیر نظر شمارہ میں بھی حسبِ سابق مقالہ نگاروں نے مختلف النوع موضوعات وعناوین پر قلم اٹھایا ہے۔ محتویات کا ایک سرسری جائزہ پیش خدمت ہے:

۞ قرآن کریم کلام الٰہی پر مشتمل وہ عظیم الشان معجزہ ہے جو محمد عربی ﷺ کی رسالت ونبوت کی روشن دلیل ہے۔ اعجازِ قرآن کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک نمایاں پہلو 'علم الوجوہ والنظائر' ہے جو علوم قرآن کی بیسیوں اقسام میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ''الوجوہ والنظائر'' کی رو سے مختلف مقاماتِ قرآنی پر وارد ہونے والے کلمات کے مختلف اور متنوع معانی ومفاہیم پر بحث کی جاتی ہے۔ قارئین حکمت قرآن کی جانی پہچانی شخصیت جناب حافظ محمد مشتاق ربانی نے اسی علم کی روشنی میں ''قرآن حکیم میں علم کے تفسیری معانی'' کے عنوان سے بے حد مفید اور علمی وتحقیقی مضمون سپرد قلم کیا ہے اور 'علم' کے گیارہ معانی بیان کیے ہیں' جو یقیناً قارئین کے علم میں اضافے کا موجب ہوں گے۔

۞ سنت رسول ﷺ شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی ترین مصادر میں شامل ہے۔ علمائے سلف اور ائمہ اہل سنت نے حدیث وسنت کی آئینی وقانونی حیثیت نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں وضاحت وصراحت سے متعین کر دی ہے۔ سنت سے اخذ واستنباط کرتے ہوئے اسے سامنے کھنا ازبس ناگزیر ہے' بصورت دیگر نئی علمی وعملی لغزشیں سرزد ہو جاتی ہیں' جیسا کہ بعض لوگوں کے طرزِ فکر وعمل سے ''سنت'' کے سلسلہ میں عدم توازن کی جھلک نظر آتی ہے۔ جناب حافظ محمد زبیر نے اسی طرزِ عمل کی اصلاح کے لیے ''اہل سنت کا تصورِ سُنّت'' اُجاگر کرنے کی سعی کی ہے۔ سابقہ شماروں میں اسی عنوان سے ان کے مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

(باقی صفحہ 20 پر)